© rasailojaraid.com

اسلام کا موسم بہار

مولانا عبدالماجد دریا آبادیؒ

بہار کا موسم آتے ہی دہر میں روح پرور ہوائیں چلنے لگتی ہیں۔ سوئی ہوئی امنگیں جاگ اٹھتی ہیں اور چستی اور توانائی کا دور دورہ شروع ہو جاتا ہے۔ جسم و مادہ کی کائنات میں آفتاب کا پورا دور گذر جانے کے بعد یہ موسم آتا ہے اور طبیبوں کا بیان ہے مادۂ فاسد وضع کرنے اور مسہل لینے کا یہ بہترین زمانہ ہے۔ ٹھیک اسی طرح روح و جسم کی کائنات میں چاند کا ایک دور گذر جانے کے بعد موسم بہار آتا ہے۔

رحمتِ کاملہ و محبوبیتِ مطلقہ نے اپنے وفا شعاروں، اپنے سرمستوں کے لیے ایک خاص مہینہ ''ماسوا'' سے بے نیاز و بے تعلق رہنے کا مقرر کر دیا جس کو اصطلاح میں ''رمضان'' سے موسوم کیا جاتا ہے۔

اے حُسن ازل سے پیمانِ وفا باندھنے والو! اے اپنے محبوب کی یکتائی کا کلمہ پڑھنے والو! اگر اپنے دعویٰ میں سچے ہو تو آؤ اپنے طریقِ عشق و آئینِ اُلفت میں ایک مہینہ تک ماسوا پر نظر کرنا تک ناجائز سمجھو اور اپنی تمام نفسیاتی لذتوں کو ایک بڑی اور حقیقی لذت کے تصور پر قربان کرتے رہو کہ یہی نفسیاتی لذتیں اُس شاہدِ حقیقی کے وصال کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹیں ہیں۔

اس حکم سے مقصود تم کو تکلیف میں ڈالنا نہیں، تمہاری جان کو ہلکا کرنا نہیں بلکہ مقصود خود تمہاری ہی فلاح و بہبود ہے، تمہارے ہی کمالات کی نشوونما اور تمہاری ہی ترقی ہے، تم ہی میں ضبطِ نفس پیدا کرنا، تم ہی کو خود خواہشاتِ نفسانی پر حاکم بننے کی تعلیم دینا ہے۔ تمہاری پاکیزگی کی چھپی ہوئی قوت کو ابھارنا اور تمھیں حیوانات کے غار سے نکال کر ملوکیت کے آسمان پر پہنچاتا ہے، تمہاری بوالہوسی جو تمہاری خوداری پر غالب آجاتی ہے اس کو توڑنا منظور ہے۔

تمہاری راہِ عروج میں ہر طرح کی سہولت پیدا کرنا ہے اور تمہارے ہی چھپے ہوئے اندرونی دشمنوں یعنی بدی کی طاقتوں کو ہلاک و نابود کرنا مقصود ہے اور پھر یہ آزمائش دائمی نہیں تمہاری ساری عمر کے لیے نہیں، کسی بڑی طویل مدت کے لیے نہیں بلکہ گنتی کے چند روز یعنی گیارہ مہینے کے بعد رمضان کا ایک مہینہ آتا ہے۔ یہ ماہِ مبارک صرف اسی لحاظ سے مبارک نہیں کہ اس میں انسان صبر و ضبط کی خدائی طاقتوں سے نوازا جاتا ہے بلکہ اس خیر و برکت والے مہینے کا سب سے بڑا شرف یہ ہے کہ اس ماہ میں اوّل اوّل دنیا کے لیے بہترین، کامل ترین و جامع ترین ہدایت نامہ اتارا گیا اور اسی چاند میں انسانیت کے ظلمت کدہ کو نورانیت کے بدرِ کامل سے پُر انوار بنایا گیا اور اسی بابرکت موسم میں انسان کے کان میں پہلی بار

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نغمۂ ازل کی سُریلی آواز بیہوشوں کو بیدار اور ہوشیاروں کو مست کرنے والی پکار پہنچی، جس سے بڑھ کر کوئی دولت، جس سے اونچی کوئی نعمت، جس سے برتر کوئی رحمت تصورِ عالم میں بھی موجود نہیں۔

قیسِ عامری کے پاس اگر لیلیٰ کا کوئی مکتوب یا پیام آجاتا تو کس طرح اپنی جان نثار کرنے کے لیے تیار ہوجاتا؟ حُسنِ ازل کے شیدائی بھی نامۂ یار کے ورود کے زمانے کو کیوں کر بھول سکتے ہیں، جب یہ زمانہ آجائے گا اس کی یاد میں بے تاب ہوجائیں گے اور پاک گھڑی کی پاک سالگرہ میں اپنی بھوک پیاس تک بھول جائیں گے۔ موسمِ بہار کی فرحتیں، طراوتیں اور نشاط انگیزیاں بڑے افسردہ دلوں میں اُمنگ پیدا کردیتی ہیں۔ ماہِ مبارک کی برکتوں، فضیلتوں، اور نعمتوں کا ذکر سُن کر بڑے سے بڑے بدہمت اور افسردہ لوگوں کو جوش پیدا ہوجاتا ہے۔

یہ بہار کا موسم جب کسی کے شوق وارمان میں گذرے، یہ متبرک گھڑیاں جب کسی کی یاد میں بسر ہوں گی، یہ مبارک دن جب کسی کے اشتیاق میں بھوک پیاس میں صرف ہوں گے، یہ برکت والی راتیں جب کسی کے انتظار میں آنکھوں ہی آنکھوں میں کٹیں گی تو ناممکن ہے کہ روح میں لطافت، قلب میں صفائی اور نفس میں پاکیزگی پیدا نہ ہو، اس حالت میں قدرتی بات ہے کہ سوزِ دل اور تیز ہوجائے، قرب و وصل کی تڑپ اور زیادہ بڑھ جائے۔ تزکیہ ومجاہدہ کے اثر سے زنگ دور ہوکر کسی کا عکس قبول کرنے کے لیے آئینۂ قلب بیقرار و مضطرب ہونے لگے۔ ٹھیک یہی گھڑی، ذوقِ طلب، ذوقِ انتظار، سوال اور اجابتِ دُعا کی حاجت منداور کریمی، گدائی اور شاہی، بندگی وبندہ پروری کے درمیان ناز و نیاز کی ہوتی ہے۔ اسی منزل پر پہنچتے ہی غیب سے یہ صدائے بشارت کان میں آنے لگتی ہے کہ: ”اے ہمارے پیغام پہنچانے والے، ہمارے شیدائی، ہمارے پرستار، ہمارے بندے! اگر تم سے ہمارا پتہ پوچھیں تو اُن کو بتادو کہ ہم اُن سے کچھ دور نہیں ہم تو ان سے بہت ہی قریب ہیں۔ ہمیں دل کی تڑپ کے ساتھ پکاریں تو سہی، ہم پر بھروسہ رکھیں اس سے وہ سیدھی راہ پاکر منزلِ مقصود تک پہنچ کر رہیں گے“۔

نماز میں عبدیت کی تکمیل ہوتی ہے۔ ٹھیک اسی طرح روزہ دار کو اخلاقِ الٰہی کے ساتھ کسی درجہ مناسبت ومشابہت پیدا ہوجاتی ہے بھوک اور پیاس سے بے نیازی، صبر وضبط، قوت واحتیاط، حلم وتحمل، عفوو درگذر، یہ سب شانیں بندہ کی ہیں یا مولیٰ کی؟ عبد کی یا معبود کی؟ خاک کے پُتلے کی ہیں یا آسمان کے فرمانروا کی؟

پھر یہ کیوں کر ہے کہ جو شئے کچھ ہی دیر کے لیے سہی، اس کی کیفیت سے مناسبت پیدا کر رہی ہو، جو شئے ذرّہ میں آفتاب کا پَرتو ڈال رہی ہو، جو شئے آئینہ میں جلا پیدا کرکے اُسے نورانیت کاملہ کا عکس قبول کرنے کے قابل بنا رہی ہو آپ اس نعمتِ عظیمہ کی جانب لپکنے سے تامّل کر رہے ہیں۔

حدیث قدسی کے الفاظ یاد کیجیے: ”روزہ میرے لیے ہے اور اس کا اَجر میں خود ہوں، حوریں نہیں، جنت کے قصر ومحل نہیں، کوئی اور ایسی نعمت نہیں جسے مادّی عقل سمجھ سکے بلکہ میں خود اس کا اَجر ہوں“۔

یہ کون کس سے کہہ رہا ہے؟ آفتاب ذرّہ سے نہیں مخدوم خادم سے نہیں، شاہ گدا سے نہیں۔ بلکہ خالق مخلوق سے،

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

، معبود عبد سے، خدا، بندہ سے۔ کیا زمینوں اور آسمانوں کی ساری نعمتیں، ساری برکتیں، ساری بادشاہتیں مل کر بھی اس ایک اجر کے سامنے پیش کی جاسکتی ہیں؟ کیسی دردناک نادانی ہوگی کہ اتنے ارزاں سودے کو بھی اپنے غفلت اور بے پرواہی کی نذر کردیا جائے۔

یقین کیجیے کہ اگر آپ نے اس حکم کی تعمیل کی تو آپ کے مرتبے پر زمین کے بسنے والے نہیں آسمان پر اُڑنے والے، فضائے قدس میں سانس لینے والے، حریم عرش کے پائے تھامنے والے رشک کررہے ہیں۔ ممکن ہے کہ آج یہ شاعری معلوم ہورہی ہو لیکن کل انشاء اللہ! یہ حقیقت ہو کے رہے گی۔

روزہ جسم وروح دونوں کے لیے ایک خاص ضبط وانضباط، تزکیہ وتنقیہ اور پرہیز واحتیاط کا نام ہے۔ اس کے تمام ہونے پر انتہائی لطف وراحت وفرحت محسوس ہونی چاہیے۔ اگر آپ ایسا محسوس نہیں کرتے ہیں تو یقیناً آپ ہی کا قصور ہے اور یہ لازمی ہے کہ روزہ کی شرطیں آپ توڑ چکے ہیں اور اس کے جو آداب نگاہ میں رکھنے تھے وہ آپ نے نہیں رکھے۔

اگر آپ وہی کرتے ہیں جو ایک روزہ دار کو کرنا چاہیے تو آپ کا دن اور آپ کی رات، آپ کی دوپہر، آپ کی سہ پہر، آپ کی شام، غرض آپ کے وقت کی ہر گھڑی آپ کے دل کی کلی کھلائے گی۔ افسردگی اور اداسی کے لیے یہ بے مفہوم ہوگی اور سرور ونشاط کی ہوائیں آپ کی روح کو تر وتازہ رکھیں گی۔

روزہ کے معنی یہ ہیں کہ آپ اپنے پیدا کرنے والے کے سامنے عہد کرتے ہیں کہ سارا دن آپ اپنے تئیں اپنی آنکھ اور کان اپنے منہ اور زبان، اپنے دل اور دماغ اپنے ہاتھ اور پیر اور اپنے جسم وجان، غرض اپنے سارے وجود کو ہر ٹیڑھی راہ سے روکیں گے، ہر کجی اور کجروی سے باز رکھیں گے جو اس کا فطری حق اور اس کی سچی غایت ہے۔ زبان اگر کھلے گی تو صرف کلمۂ حق پر۔ کان اگر سُنیں گے تو صرف سچی آواز، آنکھ اگر دیکھے گی تو صرف امرِ حق کو، دل اگر سوچے گا تو صرف سچائیوں کو، ہاتھ اور پیر اگر حرکت کریں گے تو صرف سچائی کی راہ میں۔

مادّی زندگی کے سب سے بڑے اور طاقتور مظہر سورج کے ڈوب جانے پر جب آپ اس ذات کے شکر کے ساتھ جس نے آپ کو یہ توفیق دی، اپنا جائزہ لیں اور اپنے روزے کی ہر شرط کو پوری طرح ادا کیا ہوا پائیں تو دنیا کے کس لفظ میں اور کس عبارت میں اس کیفیت کو ادا کرنے کی قدرت ہے۔ رضائے الٰہی آپ میں اور آپ رضائے الٰہی میں جذب ہوں گے۔ راحت ولذّت، لُطف ومسرّت، سرور ونشاط، انبساط، یہ سارے الفاظ اس بڑی فرحت (افطار) کی کیفیت کو ادا کرنے کے لیے ناکافی ہیں جوان سب سے بڑی فرحت (دیدارِ الٰہی) کا پیش خیمہ ہے جس سے حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام جیسے پیغمبر باوجود شوق وتمنا کے اس دنیا میں محروم رہے۔

آپ کہتے ہیں کہ خدا کے فضل سے روزہ دار ہیں، ماہِ رمضان کا احترام ملحوظ رکھتے ہیں لیکن پھر یہ کیا ہے کہ آپ کی اندرونی زندگی میں کوئی نمایاں فرق محسوس نہیں ہوتا۔ غصہ اب بھی آپ کو برابر آتا رہتا ہے بلکہ شاید کچھ اور بڑھ کر آتا ہے۔ دوسروں کی عیب چینی میں اب بھی آپ کو ویسا ہی مزا آتا ہے نفسانی خواہشوں، لڑنے اور جھگڑنے کے منصوبوں میں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اب بھی کوئی کمی محسوس نہیں ہوتی۔

دن میں بلاشبہ آپ کھاتے پیتے نہیں ہیں لیکن وقت کا بڑا حصہ بجائے عبادتوں کے سونے اور بیکاری میں گذارتے ہیں۔ یا پھر سحری طعام اور افطار پارٹیوں کے اہتمام وانتظام میں وہ لذیذ اور ثقیل غذائیں جن سے آپ کا ذائقہ سال میں گیارہ مہینے بالکل نامانوس رہتا ہے آپ اسے ماہِ صبر وتقویٰ کے لیے اٹھار کھتے ہیں اور وقت اور روپیوں کا اچھا خاصا حصہ اس ماہِ مبارک کی دعوتوں اور ضیافتوں میں صرف فرماتے ہیں، کیا اسی روزہ داری پر آپ خوش ہیں؟ کیا اسی کا نام آپ کے خیال میں ماہِ مبارک کا احترام ہے؟

ایک شخص قند اور دودھ کا نفیس شربت تیار کرتا ہے مگر اس میں کچھ مکھیاں پیس کر ملا دیتا ہے۔ آپ ایسے شخص کی صحتِ دماغی کے بارے میں کیا رائے قائم کرتے ہیں؟ ایک شخص لذیذ سے لذیذ کھانا، خوان میں لگا کر لاتا ہے لیکن اس میں تھوڑی سی غلاظت بھی ملا دیتا ہے آپ اس بدنصیب کی عقل وفہم پر ماتم کرنے کے سوا اور کیا کر سکتے ہیں؟

یقین فرمایئے! کہ اس سے کہیں زیادہ موجب تاسف، مستحق ماتم، اس بدنصیب کی حالت ہے، جو روزہ رکھ کر بھی غصہ کر کے، عیب چینی میں مصروف رہ کر، نفسانی خواہشوں، راحتوں اور لذتوں کو اپنے ہاتھوں غارت کرتا رہتا ہے اور جو حرمانِ نصیب سرے سے روزہ کو ترک کیے ہوئے ہیں ان بیچاروں کو تو بس اللہ ہی سیدھی سمجھ اور نیک ہدایت کی توفیق بخشے، آمین۔

مہتمم حضرات، پرنسپل صاحبان اور اساتذہ کرام کے لئے خوش خبری

★ ہر مہتمم اور استاد کی کوشش اور دعا ہوتی ہے کہ اس کے ادارہ کے طلبہ وطالبات اپنا وقت قیمتی بنائیں اور مطالعہ، تکرار، ہوم ورک، واجب المنزل اہتمام سے کریں۔ اس مقصد کے لئے ایک بہترین کتاب مطالعہ کی اہمیت تیار کی گئی ہے، جس کے بارے میں حضرت مفتی نظام الدین شہید رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

”ان شاء اللہ اس کتاب کو پڑھ کر اساتذہ وطلباء کو مطالعہ کرنے کا شوق پیدا ہوگا۔ بندہ علماء کرام وطالبان علم سے خصوصی درخواست کرتا ہے کہ اس کتاب کا مطالعہ ایک بار ضرور کریں، اگرچہ کتاب اس کی مستحق ہے کہ اس کا مطالعہ بار بار کیا جائے۔“

★ اسی طرح ہر استاد کی یہ خواہش بھی ہوتی ہے کہ طلبہ اور طالبات اپنے والدین کی قدر کرنے والے اور ان کی دعائیں حاصل کر کے اپنے علم میں ترقی کرنے والے ہوں اس کے لئے بھی الحمد اللہ کتاب والدین کی قدر کیجئے تیار ہوئی ہے۔ اس کتاب پر جامعہ دارلعلوم کورنگی کے نائب مفتی مولانا حضرت محمود اشرف صاحب دامت برکاتہم العالیہ اور جامعہ بنوری ٹاؤن کے استاد حضرت مولانا مفتی عاصم ذکی صاحب مدظلہم العالی نے تعریفی کلمات لکھے ہیں اور گزارش کی ہے کہ زیادہ سے زیادہ طلبہ وطالبات تک یہ کتاب پہنچائی جائے۔

اس کتاب میں انتہائی آسان اور دل نشین انداز میں قرآن وحدیث کی روشنی میں دل چسپ اور عبرت آموز واقعات کے ذریعے سے اولاد کو والدین کے ادب واحترام اور ان کی اطاعت پر ابھارا گیا ہے اور ان کی نافرمانی سے بچنے کی ترغیب دی گئی ہے۔

ملنے کا پتہ: اسٹاکسٹ مکتبہ بیت العلم G-30 اسٹوڈنٹ بازار، اردو بازار کراچی۔

ناشر دار الہدیٰ فون: 2726509، موبائل: 03002161927

© rasailojaraid.com